ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 6 No.2 2022

علامہ محمد اقبال کے عسکری مہمات

1. وقار نواز
2. ڈاکٹر تحسین بی بی

ABSTRACT

The study in this article highlighted the "Military campaigns" discussed in the poetry of famous Urdu poet Allama muhammad Iqbal. Muhammad Iqbal was not only a great poet but was also a great Philosopher, Sage and Intellectual. That's why he discussed most of the philosophical, classical and religious points, terms and campaigns in his poetry. Jihad is an Islamic element which means that a Muslim should line up in the front of Kuffar. Actually the poetry of Allama Iqbal is the reflection of Quran and Hidath, so this is the reason that Allama Iqbal's poetry contains a large number of Military and jihadi campaigns. In his poetry, he aware the Muslim about the deeds of their forefathers and also push them for Jihad. Here all the Military and Jihadi campaign in his poetry are discussed briefly and explain with the references of his poetry. In this article it is concluded that many of Military and Jihadi campaigns are present in Allama Iqbal poetry but these Jihadi campaigns do not support the terrorism at all but rather it is highlighting the former glory of the Muslim and inciting them to action.

Keywords: *Iqbal, Talwar, Shamsheer, Maidan-e-Jang, Mujahid*

ہر شاعر کی اپنی ایک فکر اور فلسفیانہ نظام ہوتا ہے۔ شاعر اسی فکر سے اپنی شاعری کو آگے بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اقبال بھی شاعر تھے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے۔ کیونکہ بعض لوگ اقبال کو فلسفی کہتے ہیں شاعر نہیں، بعض لوگ شاعر مانتے ہیں لیکن فلسفی نہیں، مطلب یہ کہ ان کی شاعری سے فن اور فلسفہ جدا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے ان کی شاعری میں مختلف نظریات ہیں۔ مثلاً فلسفہ عورت، جمہوری خیالات اور جہاد کا فلسفہ سب سے مضبوط فلسفہ تھا۔ جس دور میں علامہ محمد اقبال کو قادیانیوں نے بیعت کرنے کی دعوت دی جس کے جواب میں انہوں نے "عقل و دل" نظم لکھی:

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے(۱)

اس کے ساتھ ساتھ عسکری افکار جو کہ جہاد کے فلسفے کو تقویت بخشتے ہیں اقبال کے ہاں جابجا نظر آتے ہیں:

میں تجھ کو بتاتا ہوں، تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب اخر(۲)

صلاح الدین ایوبی کا یہ وہ تاریخی جملہ تھا کہ انہوں نے اپنے چچازاد بھائی کو سنایا تھا کہ شراب اور تلوار میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا کیوں کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں۔ یہ مسلمانوں کی تقدیر ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو پہلے مشکل حالات آتے ہوں گے۔ لیکن ان کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا مسلمانوں کا شیوہ ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن(۳)

---

1. پی ایچ ڈی، سکالر شعبہ لسانیات وادبیات / ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات
2. قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

مومن کی پہچان کیا ہے؟ کہ مسلمانوں کے لیے نرم اور میدان جنگ میں کافروں کے لیے فولاد کی طرح ہوں گے۔ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم نے اپنی کتاب "فکر اقبال" میں ایک باب "انسان کامل اور مثالی معاشرہ" کا آغاز علامہ اقبال کے فارسی اشعار مشمولہ "جاوید نامہ" میں بعنوان "تمہید زمین آشکارامی شود روح حضرت رومی" سے کیا ہے کہ:

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دیو و دو ملو لم و انسا نم آرزوست
زین ہمرہان ست عنا صر دلم گر فت
شیر خدا و رستم ستانم آرزو ستگفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست(۴)

گل شیخ چراغ ہاتھ میں لے کر تمام شہر میں گھوما کہ ظالموں اور درندوں سے دل برداشتہ ہوں اور مجھے انسان کی حسرت ہے۔ان کمزور ہمراہیوں سے دل گرفتہ ہوں اور شیر خدا اور تم کی قوت والے انسانوں کے آرزو رکھتا ہوں۔میں نے کہا کہ ایسا انسان نہیں ملتا جس میں یہ خوبیاں ہوں تو شیخ نے کہا کہ ایسا انسان نہیں ملتا لیکن مجھے ایسے شخص کی آرزو ہے اور اس کو ڈھونڈ تا ہوں۔

علامہ اقبال نے اپنے فارسی شعری مجموعوں "اسرار خودی" اور "رموز بیخودی" میں جہاد کا فلسفہ پیش کیا اور یہ وہ دور تھا جس میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور مشرقی اقدار اور ان کی سامراجیت کا زوال ہونا شروع ہو چکا تھا ساتھ ساتھ ہندوستان میں مشرقی قوت اور سیاسی جدوجہد زور پکڑ رہی تھی لیکن اس دور میں مغرب کی ہر چیز اور اس کی اندھا دھند تقلید کی جا رہی تھی۔ایسے حالات میں علامہ محمد اقبال نے خودی کا فلسفہ پیش کیا۔اور اس دور کی بدلتی تہذیبی اقدار کی بدولت اقبال نے انگریزی تقلید اور مسلمانوں پر طنز بھی کیا:

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے،یورپ سے نہیں ہے(۵)

اقبال نے فلسفہ خودی میں یہ درس دیا ہے کہ انسان کو جو قوت عطا کی گئی ہے وہ اس کا انکشاف اور اس کے حصول کے لئے عمل کرے۔فلسفہ خودی کا اصل مقصد اپنے نفس اور ذات کی مکمل پہچان اور اس کے بعد حد سے بڑھا ہوا احساس ہے:

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احسان
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر (۶)

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن،اپنا تو بن(۷)

اقبال کو پختہ یقین تھا کہ ہر انسان میں کچھ پوشیدہ صلاحیتیں ضرور موجود ہوتی ہیں انسان کو چاہیے کہ ان صلاحیتوں کا پتہ لگائے یہ عمل عرفان ذات کہلاتا ہے۔اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہونا چاہئے کہ ان صلاحیتوں کو مستحکم کیا جائے۔مطلب یہ کہ انہیں سنوارا اور نکھارا جائے اسے استحکام خودی کہا جاتا ہے۔استحکام خودی کے لیے اقبال مختلف تدبیریں بناتے ہیں ان میں عشق، شاہین کے اوصاف اور اس کے ساتھ ساتھ جدوجہد و عمل بھی ہے۔

جدوجہد و عمل خودی کے استحکام کے لئے لازمی ہے اور یہ جدوجہد کیوں لازمی ہے اور اس میں کون سی چیزیں شامل ہیں تو سب سے پہلے استحکام خودی کے لئے ضروری ہے کہ آپ غلام نہ ہوں۔غلامی سے مراد یہ ہے کہ آپ کسی کے زیر سایہ نہ ہو پھر یہ عام ہے کہ آپ کے اعمال و افعال کو فتح کریں یا افکار کو کیوں کہ غلامی میں آقا اپنے غلام کو بے حس جانور کی طرح جہاں چاہے ہانک دیتا ہے۔امت مسلمہ جس غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی ان میں آزادی اور جہاد کی فکر پیدا کرنے کے لئے منفرد انداز کو اپناتے ہوئے اقبال نے فرمایا:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں(۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 6 No.2 2022

ایک طرف تو غلامی کا ذکر کیا ہے تو دوسرے مصرعے میں عمل پیرا ہونے کو کہا ہے لیکن اس کے بعد کے شعر میں:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (۹)

لیکن ساتھ ساتھ جہاد کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ:

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں (۱۰)

خودی کے استحکام کے لیے جہاد لازمی ہے یہ اقبال کے پہلے شعری مجموعہ "اسرار خودی" کے پہلے شعر سے پتہ چلتا ہے جو "نظیر نیشاپوری" کے کلام سے لیا گیا ہے:

نیست در خشک و تر بیشہ من کوتاہی
چوب ہر نخل کے منبر نشود دارا کنم (۱۱)

میرے جنگل میں خشک و تر لکڑی ایسی نہیں جو کارآمد نہ ہو، جس سے منبر نہ بن سکتا ہوں اس سے میں سولی بنالیتا ہوں۔

استحکام خودی کے لئے اقبال نے جہاد کا فلسفہ پیش کیا(جہاد کا معنی بھی کوشش ہے)اب مسلمانوں کو اس استحکامِ خودی پر مضبوطی سے عمل پیرا کے لیے کبھی تنبیہات کا سہارا لیتے ہیں کبھی اسلاف کا تذکرہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دل پر نقش ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ ان نظموں کو ترنم کے ساتھ گا کر تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے جن نظموں میں خودی، فلسفہ جہاد اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تنزلی کو موضوع بنایا ان میں اہم نظموں میں "شکوہ"، "جواب شکوہ"، "طلوع اسلام"، "مسجد قرطبہ" اور خاص کر نظم "ہسپانیہ" وغیرہ شامل ہیں۔ نظم "ہسپانیہ" کے کچھ اشعار ملاحظہ کریں:

ہسپانیہ تو خون مسلماں کا امیں ہے
مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں
روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سنا نیں
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں
دیکھا بھی دکھایا بھی،سنایا بھی سنا بھی
ہے دل کی تسلی نہ نظر میں،نہ خبر میں(۱۲)

فارسی میں ایسے افکار کو اور بھی ندرت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیوں کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میری فکر کی بلندی کے لحاظ سے فارسی زبان اس کی فطرت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے:

پار سے از رفعت اندیشہ ام
در خواد فطرت اندیشہ ام (۱۳)

اس لیے صرف کلام فارسی سے ایک نظم "الملک اللہ" کے چند اشعار اس طرح ہیں :

طارق چو بر کنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارتو بہ نگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم؟
ترک سبب زروے شریعت کجارواست

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست (۱۴)

طارق نے جب اندلس کے ساحل پر کشتیاں جلائیں تو ہمراہان نے کہا کہ عقل والوں کے نزدیک آ قا یہ خطا ہے۔ہم وطن کو واپس کیسے جائیں گے شریعت میں سبب کو ترک کرنا کیا یہ روا ہے؟

طارق نے ہنستے ہوئے تلوار پہ ہاتھ رکھا اور کہا ہر جگہ ہماری ہے کیوں کہ یہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

"اسرار و رموز"کا مطالعہ کرنے کے بعد مجموعی جائزہ کچھ یوں بنتا ہے کہ انسان کو غلامی سے نجات دلا کر جذبہ جہاد کا ولولہ پیدا کر کے عزم و یقین کی دولت سے بہرہ ور کیا جا سکتا ہے۔اقبال کے شعلہ انگیز افکار کی بدولت دوسری جنگ عظیم میں مسلمانوں نے کفار کے ساتھ آخر تک مقابلہ کیا۔کیوں کہ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ پروان چڑھ رہا تھا۔پھر وہ دن بھی مسلمانوں نے دیکھا کہ مراکش سے لے کر ملائیشیا تک آزادی کی لہر پیدا ہوا ئی:

خدا لم یزل کا دست قدرت تو،زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے
یہ نکتہ سر گز شت ملت بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوام زمین ایشیا کا پاسباں تو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا،عدالت کا،شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(۱۵)

علامہ محمد اقبال کی تمام تخلیقات سے یہ پتہ چلتا ہے۔کہ وہ مسلمانوں میں جہاد کا ولولہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔جتنا قرآن مجید سے انہوں نے فیض حاصل کیا،اور حضور صلی علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ اس راز سے بخوبی واقف ہو چکے تھے کہ مسلمانوں کی زندگی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہے۔اسلام میں جہاد صرف زمین پر قبضہ یا مال غنیمت کا نام نہیں،بلکہ اس ریاست پر خدا کی حاکمیت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نافذ کر کے معاشرے میں امن قائم کرنا ہے۔تاکہ اسلام کا بول بالا ہو۔جس زمین پر انصاف قائم ہو جاتا ہے وہاں ایک اچھا معاشرہ وجود پا سکتا ہے۔اقبال جہاد کی عسکری مہمات سے بخوبی واقف تھے اور مسلمانوں کے لیے قتال فی سبیل اللہ کو ناگزیر سمجھتے تھے وہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی (۱۶)

جہادی معرکوں میں مجاہد کا کیا ردعمل ہو سکتا ہے؟اور کس انداز میں وہ میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اقبال اس سے بخوبی واقف تھے۔

اقبال ملت کے خیر خواہ تھے۔جہاں انہوں نے اپنی ولولہ انگیز شاعری کی بدولت حرکت و عمل کا درس دیا،وہاں نوجوانوں کو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور مطالعے سے فی سبیل اللہ کے تمام اصولوں کی روشنی میں دین اسلام کی جڑیں مضبوط کر کے اور فلسفیانہ طرز فکر کے لئے ایک سائنٹفک استدلال وضع کیا ہے۔اسی وجہ سے اقبال کی شاعری میں جہاد فی سبیل اللہ کا عصری شعور ملتا ہے۔جس کو علامہ اقبال نے بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔قرآن پاک میں جابہ جا جہاد فی سبیل اللہ پر زور دیا ہے۔

ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق (الفرقان:۶۸)،"یعنی انسانی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے،اس کو ناحق قتل مت کرو؛ مگر اس وقت جب کہ حق اس کے قتل کا مطالبہ کرے" تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم(الصف:۱۱)،ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے"

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفرو قاتلون فی سبیل طاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطن ان کید الشیطن کان ضعیفا(النسا:۷۶)"جو لوگ ایماندار ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر و سرکش ہیں وہ ظلم و سرکشی کی خاطر لڑتے ہیں،پس شیطان کے دوستوں سے لڑو کہ شیطان کی تدبیر کمزور ہوتی ہے"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 6 No.2 2022

علامہ محمد اقبال کی شاعری میں جہاد کا ذکر اردو کی بجائے فارسی زبان میں زیادہ آیا ہے۔ان کی شاعری میں عسکری اصطلاحات جا بجا نظر آتی ہیں۔مثلاً مرد مومن، معرکہ حیات، رزم گہ کائنات، شمشیر اور نیام وغیرہ اس کے علاوہ "اسرار و رموز" میں تو عسکری مہمات کے شرائط و ضوابط تک بیان کیے گئے ہیں۔

اقبال نے جہاں عسکریت کا پیغام دیا ہے وہاں اپنے شاہینوں کو، فاطمہ بنت عبد اللہ کے کردار سے متعارف کروایا ہے جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہو گئیں:

فاطمہ! تو آبروئے امت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت، حور صحرائی! تیری قسمت میں تھی
غازیان دیں کی سقائی تیری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں(۱۷)

اقبال کے شعری مجموعہ "بانگ درا" کی بہت سی نظموں جن میں "جنگ یرموک کا ایک واقعہ"، "محاصرہ ادرنہ"، "مارچ۱۹۰۷" میں علامہ اقبال کے دل میں جہاد کے جذبات اور ساتھ ساتھ مغرب کو حق و باطل کی کشمکش قرار دیتے ہوئے مجاہدانہ شعور کا بھی پتہ چلتا ہے۔انگلستان میں قیام کے زمانے میں بھی ان کے اشعار میں عسکری افکار کی عکاسی ملتی ہے :

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے، وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا
کیا مرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیر میخانہ سن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے، خوار ہو گا
دیار مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زر کم عیار ہو گا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہو گا
میں ظلمت شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو شرر فشاں ہو گی آہ میری، نفس میرا شعلہ بار ہو گا
(۱۸)

اقبال نے اسی مرد مومن کے تصور کو پیش کیا جس میں عسکری مزاج کی پختگی اور جذبہ عشق سے سرشار ہو کر میدان جنگ میں بہادر سپاہی کی طرح مظاہرہ کرے۔اقبال اپنے مجموعہ کلام "ضرب کلیم" میں فرماتے ہیں:

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ
یہ زور نیست و ضربت کاری کا ہے مقام
میدان جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ
خون دل و جگر سے ہے سرمایہ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے غافل! نہ جل ترنگ (۱۹)

بعض ناقدین نے اقبال کو شدت پسند کہا ہے لیکن علامہ اقبال قوت اور طاقت کے دونوں پہلوؤں سے باخبر تھے:

"یورپ اور عیسائیت میں چرچ اور اسٹیٹ کے مقاصد جدا ہیں مگر اسلام میں اس نوعیت کے ثنویت کا کوئی تصور نہیں ہے"(۲۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 6 No.2 2022

"ضرب کلیم" میں اقبال نے ایک نظم "قوت اور دین" میں بھی عسکری مہمات کی عکسبندی نہایت خوبصورتی سے کی ہے :

اسکندروچنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک
تاریخ امم کا یہ پیام ازلی ہے
صاحب نظراں نشہ قوت ہے خطرناک
اس سیل سبک سیر و زمیں گیر کے آگے
عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک
لا دیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک(۲۱)

اسلام کیا چاہتا ہے؟ اصل میں اسلام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے، معاشرے میں امن وامان کا قیام اور مظلوم قوم کی دادرسی کا درس دیتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ فرد کو جینے کا حق عطا کرتا ہے۔ اقبال کے جہادی پیغام میں کہیں بھی دہشت گردی اور انتہاپسندی نہیں بلکہ قرآن وسنت کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

"حضور ﷺ کی زندگی میں جو ۸۲ جہادی معرکے ہوئے ان میں کل ۱۲۵۹ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین شہید ہوئے اور مخالف کے ۷۵۹ افراد مارے گئے۔ حضور ﷺ نے ۶۵۶۴ قیدیوں میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو آزاد کیا"(۲۲)

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی کی لاش کے ساتھ بھی بے حرمتی نہیں کی اور نہ ہی کھوپڑیوں کے مینار بنائے۔

اسلام نے جنگ کے لیے مستقل ضوابط طے کیے۔ اسی وجہ سے اسلام نے جہاں بھی باطل کو مٹایا وہاں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا۔ اسلام کی سربلندی کے لیے اقبال کی شاعری میں عسکری افکار کے موضوعات کی بہتات کا ایک اہم مقصد مسلمانوں کو ان کے بھولے ہوئے ماضی کی یاد دہانی کروانا ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے اسلاف کی قربانیوں اور ان کی اقدار کو اپنا کر اپنا ایک مقام و مرتبہ حاصل کر سکیں۔ اقبال کی فارسی شاعری کے ساتھ ہی اردو شاعری میں بھی عسکریت کے عناصر جابجا ملتے ہیں جن میں ان کے فلسفہ افکار، نظریات، قرآن کی تعلیمات کا واضح پہلو نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیات اقبال" شمع بک ایجنسی لاہور 2009، ص108

2 ایضاً، ص344

3۔ ایضاً، ص507

4۔ محمد اقبال، علامہ، "جاوید نامہ" عبداللہ اکیڈمی لاہور، 2018، ص37-38

5۔ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور، 2004، ص779

6۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیات اقبال" ایضاً، ص439

7۔ ایضاً، ص، 323

8۔ ایضاً، ص، 271

9۔ ایضاً، ص، 271

10۔ ایضاً، ص272

11۔ یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، فارسی شرح، اسرار خودی از علامہ اقبال، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور، 2013، ص05

12۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیات اقبال" ایضاً، ص395-396

13۔ محمد اقبال، علامہ، اسرار رموز بے خودی، اردو بازار، لاہور 1984ء، ص11

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 6 No.2 2022

14۔یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، فارسی شرح، پیام مشرق از علامہ اقبال، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور، 2013، ص312

15۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیات اقبال" ایضا، ص،369-370

16۔ ایضاً، ص397

17۔ ایضاً، ص214

18۔ایضاً، ص140-141

19۔ ایضاً، ص 472

20۔ ماہنامہ، "دعوت"، اسلام آباد شمارہ، نومبر، 2006، ص05

21۔ ایضاً، ص05

22۔ ایضاً، ص05